

محمد رفیق چودھری

تبصرہ و تعارف

جاوید غامدی کی کتاب 'میزان' پر تبصرہ

نام کتاب: میزان ○ صفحات: ۶۵۸ ○ قیمت: ۲۴۰ روپے

ناشر: المورد، ۱۵/۱۷، ماڈل ٹاؤن، لاہور پاکستان

زیر نظر کتاب دین اسلام سے متعلق ہے۔ خود مصنف اس کے دیباچہ میں جو ۱۰ اپریل ۱۹۹۰ء کا لکھا ہوا ہے، تحریر فرماتے ہیں کہ

”اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ کم و بیش ربع صدی کے مطالعہ و تحقیق سے میں نے اس دین کو جو کچھ سمجھا ہے، وہ اپنی اس کتاب میں بیان کر دیا ہے۔“ (ص: ۱۱)

پھر آخر میں کتاب کے 'خاتمہ' کے عنوان سے جو ۲۷ اپریل ۲۰۰۷ء کا تحریر شدہ ہے، مصنف موصوف لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کا جو کام میں نے ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۰ھ میں کسی وقت شروع کیا تھا، وہ آج سترہ سال بعد پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ یہ اُس پورے دین کا بیان ہے جو خدا کے آخری پیغمبر محمد ﷺ کی وساطت سے انسانیت کو دیا گیا۔“ (ص: ۶۵۳)

اس طرح بقول مصنف یہ کتاب سترہ برس (۱۹۹۰ء تا ۲۰۰۷ء) میں لکھی گئی ہے۔ یہ اوسطاً ۴۰ صفحات سالانہ کی شرح بنتی ہے۔ اس سے قبل انہوں نے ربع صدی یعنی ۲۵ سال کا عرصہ دین اسلام کے مطالعہ و تحقیق میں گزارا۔ مصنف موصوف ۱۹۵۳ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے ہیں۔ اس حساب سے دیکھا جائے تو اگر کتاب کی ابتدا کے سال (۱۹۹۰ء) سے پہلے دین اسلام کا مطالعہ و تحقیق کی مدت ربع صدی یعنی ۲۵ سال نکالے جائیں تو یہ ۱۹۶۵ء کا سال بنتا ہے اور جب سن پیدائش ۱۹۵۳ء ہے تو پھر مصنف کی عمر صرف بارہ سال باقی بچتی ہے۔ گویا مصنف موصوف نے دین اسلام کے مطالعہ و تحقیق کا کام ۱۲ سال ہی کی عمر میں شروع کر دیا تھا۔ اب یہ اہل نظر کے سوچنے کا کام ہے کہ ۱۲ سال کا ایک مکتبی بچہ (School

(Going Child) دین اسلام کے مطالعہ و تحقیق کا کتنا اہل ہو سکتا ہے؟ ویسے مصنف موصوف سے تو یہ بھی بعید نہ تھا اگر وہ یہ دعویٰ کر دیتے کہ حالتِ جنینی میں بھی اُن کا زیادہ وقت دین اسلام ہی کے مطالعہ و تحقیق میں بسر ہوتا تھا، کیونکہ اگر دنیا میں کوئی مادرِ زاد ولی اللہ ہو سکتا ہے تو کیا مادرِ زاد عالم دین نہیں ہو سکتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

کتاب کے مندرجات

سب سے پہلے ایک مختصر دیباچہ ہے۔ پھر 'أصول و مبادئ' کا عنوان ہے جس کے تحت تین مضامین: مبادئ تدبر قرآن، مبادئ تدبر سنت اور مبادئ تدبر حدیث لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد کتاب کے پہلے حصے کا آغاز الحکمة کے عنوان سے ہوتا ہے اور اس میں 'ایمانیات' اور 'اخلاقیات' پر الگ الگ بحث کی گئی ہے۔ کتاب کا دوسرا حصہ الکتاب کہلاتا ہے اور اس کے تحت قانونِ عبادات، قانونِ معاشرت، قانونِ سیاست، قانونِ معیشت، قانونِ دعوت، قانونِ جہاد، حدود و تعزیرات، خورد و نوش، رسوم و آداب اور قسم اور کفارہ قسم پر تفصیلی بحثیں موجود ہیں۔ آخر میں 'خاتمہ' کے عنوان سے دو صفحے لکھے گئے ہیں اور 'کتابیات' کی فہرست دی گئی ہے۔

مصنف موصوف کا تصور دین

مصنف نے اپنے تصورِ دین کی وضاحت میں قرآن مجید کی آیات سے استشہاد کیا ہے۔ بائبل اور قدیم صحائف کے حوالے دیے ہیں، احادیث اور بعض تاریخی شواہد پیش کیے ہیں۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے اپنے موقف کے حق میں اپنے استاذ مولانا امین احسن اصلاحی کی تفسیر 'تدبر قرآن' سے سینکڑوں کی تعداد میں حوالہ جات درج کیے ہیں۔

لیکن اس کتاب کے شمولات کی ترتیب کے حوالے سے بعض چیزیں کھٹکتی ہیں۔

مثال کے طور پر:

① 'ایمانیات' سے بھی پہلے قرآن و سنت اور حدیث پر غور و تدبر کرنے اور اُن کو سمجھنے کے 'أصول و مبادئ' دیے گئے ہیں حالانکہ ایمان لانے سے قبل کسی شخص کے لیے ایسے فنی اور مشکل امور سے واقف ہونا ضروری نہیں۔

② 'اخلاقیات' کے باب میں سورہ احزاب کی آیات ۳۳ تا ۳۵ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ دعویٰ

کیا گیا ہے کہ قرآن میں صرف یہی دس اعلیٰ انسانی اوصاف یعنی اسلام، ایمان، قنوت، صدق، صبر، خشوع، روزہ، حفظ فروج اور ذکر کثیر بیان ہوئے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں ان اوصاف کے علاوہ اور بھی بہت سے اعلیٰ اوصاف مذکور ہوئے ہیں جیسے تقویٰ، توکل، احسان اور عدل و انصاف (القسط) وغیرہ۔

۳۱ قانون عبادات میں جہاں طہارت سے متعلق مسائل مثلاً جنابت، حیض و نفاس اور وضو و غسل کا ذکر ملتا ہے وہاں پاک اور ناپاک پانی کے مسائل بیان نہیں کیے گئے۔

۳۲ ایمانیات کے بعد عبادات کا ذکر مناسب تھا، کیونکہ دین اسلام میں ایمان لانے کے بعد سب سے پہلا حکم نماز ہی کا ہے جیسا کہ خود اس کتاب کے صفحہ ۲۸۹ پر لکھا ہے مگر اسی کتاب میں ایمانیات کے بعد اخلاقیات کا ذکر ملتا ہے اور اس کے بعد عبادات کی باری آئی ہے۔

۳۳ قانون معاشرت میں جہاں طلاق اور اس کی بعض اقسام جیسے ایلاء اور ظہار کو بیان کیا گیا ہے، وہاں خلع کا ذکر نہیں ہے۔

۳۴ 'خورد و نوش' کی چیزوں کے عنوان کو قانون معیشت میں ذکر کرنے کی بجائے اسے آخر میں نجانے الگ کیوں بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ ہبہ اور وقف کے مسائل نہ تو قانون معیشت میں بیان ہوئے ہیں اور نہ الگ کہیں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۳۵ کتاب میں اسلامی احکامات و تعلیمات کو جا بجا 'قوانین' کے نام سے پیش کیا گیا ہے جیسے قانون عبادات وغیرہ۔ حالانکہ قانون اسے کہتے ہیں جس میں جرم اور سزا کا ذکر ہو۔ لیکن قریباً ۱۵۰ صفحات پر پھیلے ہوئے 'قانون عبادات' کے باب میں کہیں بھی جرم و سزا کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے۔ ویسے بھی 'عبادت' کا حکم تو سمجھ میں آتا ہے مگر 'عبادت کا قانون' ناقابل فہم چیز ہے۔ شاید مصنف موصوف کے ذہن میں یہ بات ہو کہ جس طرح دنیا میں قوانین آئے دن بدلتے رہتے ہیں، اسی طرح اسلام کے بنیادی احکام بھی موم کی ناک ہے جسے کسی وقت بھی کسی طرف موڑا اور بدلا جاسکتا ہے۔

دین کی غلط تعبیر

اس کتاب میں جو دین پیش کیا گیا ہے اور جو شریعت متعارف کرائی گئی ہے، وہ حقیقی دین اسلام اور اسلامی شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ اس میں دوسرے متجددین کی طرح اسلام کی ایسی تشکیل نو (Reconstruction) کی گئی ہے کہ وہ فی الواقع مغربی تہذیب کا چربہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک نئی جعلی شریعت گھڑ لی گئی ہے اور اسلام کا ایک لبرل اور روشن خیالی ایڈیشن تیار کر لیا گیا ہے جو مغرب کے لیے بھی قابل قبول ہے اور ہمارے مغرب نواز حکمرانوں کے دل کی آواز ہے۔ اب اس نئے اسلام اور نئی شریعت کی چند جھلکیاں دیکھئے:

① کتاب وسنت (اور اجماع و قیاس) کو شریعت کے ماخذ و مصادر ماننے کی بجائے منسوخ اور تحریف شدہ بائبل، قدیم صحائف اور فطرت (Nature) کو بھی شریعت کے ماخذ و مصادر قرار دیا گیا ہے۔ (ص ۴۵، ۴۷)

② مسلمہ دینی اصطلاحات کا مفہوم بدل دیا گیا ہے۔ کتاب سے مراد قرآن مجید ہی نہیں بلکہ اس سے توریت، زبور، انجیل اور تمام قدیم الہامی کتب و صحائف کا سلسلہ مراد ہے۔ (ص ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳)

سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال یا تقریرات نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دین ابراہیمی کی روایت ہے۔ (ص ۱۲، ۳۶)

③ قرآن مجید کی صرف ایک ہی قراءت درست ہے، باقی سب قراءتیں عجم کا فتنہ ہیں۔ (ص ۲۹، ۳۲)

④ سنت قرآن سے مقدم ہے۔ (ص ۴۷)

⑤ سنت صرف ستائیس (۲۷) اعمال کا نام ہے۔ (ص ۱۴)

⑥ قرآن کی طرح سنت کے ثبوت کیلئے بھی اجماع اور عملی تواثر کا ہونا شرط ہے۔ (ص ۱۴)

⑦ حدیث سے کوئی عقیدہ یا عمل ثابت نہیں ہوتا۔ (۱۵، ۶۱)

⑧ معروف اور منکر کا تعین اسلامی شریعت نہیں کرتی بلکہ انسانی فطرت کرتی ہے۔

(ص ۲۵، ۲۰۲، ۲۰۳)

- ⑨ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔ (ص ۶۱۱)
- ⑩ شادی شدہ زانی کے لیے بھی کنوارے زانی کی طرح صرف ۱۰۰ کوڑوں کی سزا ہے۔ اس کے لیے رجم یا سنگساری کی حد نہیں ہے۔ (ص ۶۲۴)
- ⑪ آخرت میں حضرت محمد ﷺ کے لیے شفاعت کبریٰ ثابت نہیں ہے۔ (ص ۱۲۶ تا ۱۲۹)
- ⑫ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں وہ قربِ قیامت میں دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ (ص ۱۷۸)
- ⑬ کئی نبیوں کو قتل کر دیا گیا تھا، مگر کوئی رسول کبھی قتل نہیں ہوا۔ (ص ۵۳۵، ۵۳۵، ۵۳۸)
- ⑭ کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے۔ (ص ۳۹)
- ⑮ 'مشرکین' صرف عرب کے بُت پرست لوگ تھے، ان کے بعد دنیا میں کوئی مشرک نہیں۔ (ص ۶۰۱)
- ⑯ شریعت میں کھانے کی صرف چار چیزیں حرام ہیں۔ (ص ۳۶، ۶۳۳)
- ⑰ کافروں کے خلاف جہاد و قتال کا شرعی حکم اب باقی نہیں ہے۔ (ص ۴۹۳، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۹۷، ۶۰۱)
- ⑱ باجماعت نماز میں امام کی غلطی پر عورتیں بھی بلند آواز سے 'سبحان اللہ' کہہ سکتی ہیں۔ (ص ۳۲۵)
- ⑲ نماز کی حالت میں عربی دعاؤں کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی تسبیح اور دُعا کی جاسکتی ہے۔ (ص ۲۹۳)
- ⑳ حج اور عید الاضحیٰ کے موقع پر کی جانے والی قربانی نفلی عبادت ہے۔ یہ فرض یا واجب نہیں ہے۔ (ص ۲۰۴)
- ان مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ مذکورہ کتاب میں دین اسلام اور اسلامی شریعت کی غلط تعبیر کی گئی ہے۔ مصنف موصوف نے دین، کتاب، قرآن، حدیث، سنت اور شریعت کے نام سے غیر اسلامی عقائد و نظریات پیش کیے ہیں۔ انہوں نے بہت سے اسلامی مسلمات اور قطعی اجمالی اُمور کا انکار کر ڈالا ہے۔ اس طرح انہوں نے درج ذیل آیت کی رو سے 'غیر سبیل

المؤمنین کا راستہ اختیار کر لیا ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

”جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے پر چلے تو ایسے شخص کو ہم اُسی طرف پھیر دیں گے، جدھر وہ خود پھر گیا اور پھر اسے جہنم میں داخل کریں گے جو بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔“

عربیت کا رُعب جمانا

مصنف موصوف نے اس کتاب کے ذریعے اپنی 'عربی دانی' کا بھی خوب مظاہرہ کیا ہے۔

چنانچہ وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

سورۃ النعام (۶) میں ایک آیت اس طرح آئی ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ﴾

”اور کوئی جانور نہیں جو زمین پر اپنے پاؤں سے چلتا ہو اور کوئی پرندہ نہیں جو فضا میں اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتا ہو، مگر یہ سب تمہاری ہی طرح اُمّتیں ہیں۔“

اس میں دیکھ لیجیے، مقابل کے بعض الفاظ حذف ہو گئے ہیں۔ مثلاً جملے کے پہلے حصے میں فی الارض ہے تو دوسرے حصے میں فی السماء کا لفظ نہیں آیا۔ اسی طرح دوسرے حصے میں يطير بجناحیہ کے الفاظ ہیں تو پہلے حصے میں تدب علی رجليها یا ارجلها کے الفاظ حذف ہو گئے ہیں۔“

یہاں پر مصنف موصوف نے جو تدب علی رجليها یا ارجلها حذف مانا ہے تو ان کو

قرآن مجید کی درج ذیل آیت پیش نظر رکھ کر محذوفات نکالنے چاہئے تھے:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (النور: ۴۵)

”اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ پھر ان میں سے کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے، کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور کوئی چار پیروں پر چلتا ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ بے شک

اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

عربیت کی دھونس جمانے سے پہلے کتاب کے مصنف کو آیت کے فقرے فمئھہ من یمشی علی بطنہ پر غور کر لینا چاہیے تھا۔ ویسے مذکورہ آیت میں دآبۃ کے آگے محذوف ماننے کی ضرورت نہیں ہے، کسی معروف مفسر نے یہاں محذوف نہیں مانا۔

کتاب میں تضادات

اس کتاب کے مطالعہ سے اس کے بعض تضادات بھی سامنے آئے ہیں، مثال کے طور پر:

- ۱۔ قربانی کو ص ۴۰۵ پر قانون، ص ۴۰۴ پر نفل اور ص ۶۳۹ پر سنت قرار دیا گیا ہے۔
- ۲۔ امام ابن شہاب زہریؒ کو پہلے غیر ثقہ اور ناقابل اعتبار راوی ٹھہرایا گیا ہے۔ (ص ۳۱) اور پھر آگے چل کر ان کی روایت کردہ احادیث پر اعتماد کیا گیا ہے۔ (ص ۵۲۵ پر صحیح بخاری کی حدیث ۶۷۶۴، پھر ص ۶۵۱ پر سنن ابوداؤد کی حدیث ۳۲۹۰)

- ۳۔ ص ۲۳ پر ہے کہ قرآن ہر چیز پر مقدم ہے اور ص ۴۷ پر سنت قرآن سے مقدم ہوگئی ہے۔
- ۴۔ ص ۳۳ پر ہے کہ یہ غلط ہے کہ ہم مشابہات کا مفہوم سمجھنے سے قاصر ہیں اور پھر ص ۱۸۰ پر ہے کہ مشابہات امور کے بارے میں ہم اصل حقیقت کو نہیں جان سکتے۔

کتاب کا اندازِ بیان

زیر نظر کتاب 'میزان' میں اگرچہ بہت ڈنڈی ماری گئی ہے تاہم یہ عام اُردو زبان میں نہیں لکھی گئی بلکہ اُردوئے معلّیٰ میں لکھی گئی ہے۔ ہمارے علمائے کرام کو بھی ایسی ہی اُردو زبان سیکھنی چاہیے۔

اس کتاب کا مصنف بہت ذہین، شاطر اور وسیع المطالعہ آدمی ہے۔ اس کی قادر الکلامی، زبان دانی، بیان کی روانی اور الفاظ کی مینا کاری و گل کاری (Flowery) کی داد دینی پڑتی ہے۔ چند ایک اقتباسات ملاحظہ ہوں:

ایک مقام پر لکھا ہے:

”حقیقت یہ ہے کہ اپنے اُسلوب کے لحاظ سے قرآن ایک بالکل ہی منفرد کتاب ہے۔ اس میں دریاؤں کی روانی ہے، سمندروں کا زور ہے، حسن استدلال کی ندرتیں ہیں، ربط معنی کی

ادا ئیں ہیں، مثالیں ہیں، قصے ہیں۔ کلام میں اپنے مرکز کی طرف بار بار کار جوع ہے، تہدید و زجر اور عتاب کے گونا گوں اسالیب ہیں، افسوس ہے، حسرت ہے، شدت یقین ہے، گریز کی مختلف صورتیں اور اعراض کے مختلف انداز ہیں۔ اس میں محبت و التفات کے موقعوں پر، این چیسٹ کہ چوں شبہنم بر سینہ من ریزی کی کیفیت ہے اور غضب کے موقعوں پر، دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں، وہ طوفان کا سامان ہے۔ خطاب کے وہ عجائب تصرفات ہیں کہ آدمی اُن میں بالکل کھو کر رہ جاتا ہے۔“ (ص ۲۲)

ایک اور جگہ ہے کہ

”اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو جانور پیدا کیے ہیں، اُن میں سے بعض کھانے کے ہیں اور بعض کھانے کے نہیں ہیں۔ یہ دوسری قسم کے جانور اگر کھائے جائیں تو اس کا اثر چونکہ انسان کے تزکیہ پر پڑتا ہے، اس لیے ان سے ابا اُس کی فطرت میں داخل ہے۔ انسان کی یہ فطرت بالعموم اُس کی صحیح رہنمائی کرتی اور وہ بغیر کسی تردد کے فیصلہ کر لیتا ہے کہ اُسے کیا کھانا چاہیے اور کیا نہیں کھانا چاہیے۔ اُسے معلوم ہے کہ شیر، چیتے، ہاتھی، کوئے، گدھے، عقاب، سانپ، بچھو اور خود انسان کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ گھوڑے، گدھے، دسترخوان کی لذت کے لیے نہیں، سواری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ ان جانوروں کے بول و براز کی نجاست سے بھی وہ پوری طرح واقف ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اُس کی یہ فطرت کبھی کبھی مسخ بھی ہو جاتی ہے، لیکن دنیا میں انسانوں کی عادات کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اُن کی ایک بڑی تعداد اس معاملے میں بالعموم غلطی نہیں کرتی۔“ (ص ۳۸)

مصنف موصوف حق و باطل میں تلبیس و آمیزش کا اور ایک ہی بات کی کئی تاویلیں کر لینے کا اتنا ماہر ہے کہ اچھے بھلے معقول لوگ بھی اس کے اس ہنر کے آگے پانی بھرتے اور دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اس کا ثبوت آپ کو غامدی صاحب، علماء کے نظر میں نامی کتاب کے مطالعے سے مل سکتا ہے۔ جس میں موصوف نے تین نو آموز مفتیانِ کرام کو خوب بیوقوف بنایا ہے۔ اس کے علاوہ آپ اوپر کے دوسرے اقتباس کا بغور مطالعہ کر کے دیکھیں جس میں اُس نے ’اونٹ‘ کو کس خوبصورتی سے سیاق کلام سے نکال کر اور اپنی خطابت کا جوہر دکھا کر ایک غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ

”وہ جانتا ہے کہ گھوڑے، گدھے، دسترخوان کی لذت کے لیے نہیں، سواری کے لیے پیدا کیے

گئے ہیں۔“

حالانکہ اونٹ سواری کا جانور بھی ہے، حلال بھی ہے اور اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور وہ انسانی فطرت کے خلاف بھی نہیں ہے۔

کتاب کا با تصویر ٹائٹل

اس معرکہ الآر ادینی کتاب کے ٹائٹل پر مصنف موصوف کی نہایت خوبصورت تصویر بھی چھپی ہے جو اس کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔ اس طرح یہ کتاب اپنی صوری اور معنوی اعتبار سے ایک لاجواب شاہکار بن گئی ہے۔ البتہ مذکورہ بالا تصویر ایسی ہے جو زبانِ حال سے کہہ رہی ہے۔ ع صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں!

کیونکہ یہ فقط اُن کے سر، چہرے اور گردن پر مشتمل ہے اور ان کی گردن کے عین نیچے کی طرف، صرف ایک انچ کے فاصلے پر 'صلیب' (Cross) کا نشان بھی بالکل نمایاں طور پر نظر آتا ہے جو اصل میں شاید خطاط صاحب کے فن کا کمال ہے مگر وہ ایسا منظر پیش کرتا ہے کہ ع مقام، فیض کوئی راہ میں چچا ہی نہیں جو کوئے یار سے نکلے تو سوے دار چلے

اس کے علاوہ صلیب کی یہ علامت اسلام اور مغربی تہذیب کے اس ملغوبے کو بھی ظاہر کرتی ہے جو اس کتاب کا طرہٴ امتیاز اور اس کی اصل روح ہے اور یہ کہ اس کتاب میں پیش کیا ہوا دین اسلام اندر سے عیسائیت ہے۔

بہر حال اتنے اچھے کاغذ پر اس قدر ضخیم اور مجلد کتاب کی قیمت انتہائی مناسب ہے۔ اہل علم کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

سانحہ ارتحال: مولانا محمد صدیق آف سرگودھا کے فرزند اور جانشین مفتی عبید السلام صاحب گذشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد رات گئے شیخ زید ہسپتال لاہور میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نمازِ جنازہ بڑی عید گاہ سرگودھا میں ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنت اور دینی خدمات کو قبول و منظور فرما کر فردوسِ بریں میں مقام عطا فرمائیں۔ آمین!